Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 29, Sr. No.73, 2008, pp 73 - 86

تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۲۹، عدد ۱-۴، شمارہ ۷۳، ۲۰۰۸ء

تذکرہ شیخ بہاء الدین بزبان خواجہ نظام الدینؒ
(فوائد الفواد کی روشنی میں)

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ☆

Abstract

Shiekh Baha al-Din Zakariyya Multani (569-664A.H) founder of Suhrwardi order in the subcontinent was a contemporary of Fareed al-Din Ganj Shakar. He showed the right path to the people. Being a prominent sufi, he impressed his followers and contemporaries through his piety and spiritual excellence. Khawja Nizam al-Din Auliya often mentioned the name of Shiekh Zakariyya Multani in his meetings and quoted him time and between for his achievements in Sufism and services for the spread of Islam. Ameer Hasan 'Ala Sanjri compiled "Fawid al-Fawaad" comprising the sayings of Nizam al-Din Auliya. This compilation is an ample proof of his love and liking of Shiekh Multani.

حضرت بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانیؒ برصغیر پاک و ہند میں سلسلۂ سہروردیہ کے بانی ہیں۔ آپؒ نے ایک طرف یہاں اس سلسلہ کو ترویج دی تو دوسری طرف ایک منظّم تبلیغی

☆ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

نظام کے ذریعے برصغیر اور گردونواح کے متعدد ممالک میں اپنے خلفاءِ عظام کے ذریعے دینِ اسلام کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس سہروردی بزرگ کا تذکرہ صوفیۂ چشتیہ کے ملفوظات میں متعدد مقامات پر ملتا ہے۔ خواجہ محبوبِ الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۷۲۵ھ) کی مجالس میں بہاء الدین زکریا کا ذکر اکثر ہوتا رہا جس کی شہادت امیر حسن علاء سنجریؒ کی ''فوائد الفواد'' سے ملتی ہے جو نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ بہاء الدین زکریاؒ کا ذکر اس قدر کثرت سے نظام الدینؒ نے کیوں کیا ہے؟ اس کی وجوہ درج ذیل ہیں:

۱۔ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ (۵۶۶۔۶۶۱ھ) حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ کے مرشد فرید الدین گنج شکرؒ (۵۶۹۔۶۶۴ھ) کے معاصر تھے۔

۲۔ بابا فرید اور زکریا رحمہما اللہ میں گہری دوستی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ہاں تشریف لاتے، خط و کتابت ہوتی اور اکٹھے سیاحت پر بھی جاتے۔ (۱)

۳۔ بابا گنج شکر علیہ الرحمہ کو حضرت زکریا ملتانیؒ کے پیرومرشد شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (م۶۳۲ھ) سے بڑی عقیدت تھی۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے بغداد میں شیخ سہروردیؒ کی زیارت کی اور کئی روز تک فیضِ صحبت حاصل کرتا رہا۔ اُن سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ اُن کے ہاں فرزندِ ارجمند پیدا ہوا تو اُس کا نام بھی ''شہاب الدین'' رکھا۔ (۲)

۴۔ بابا فریدؒ، سہروردی سلسلہ کے عظیم بزرگ اور حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مرشدِ کریم کی مایہ ناز تصنیف ''عوارف المعارف'' کا اپنے عقیدت مندوں کو باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں:

> ''حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی تصنیف ''عوارفِ المعارف'' کو آپ بڑی خوش اسلوبی سے پڑھاتے تھے اور آپ کے پڑھانے میں یہ اثر تھا کہ سننے والوں کے ہوش بجا نہیں رہتے تھے۔ میں نے اس کتاب کے پانچ باب آپ ہی سے پڑھے اور آپ کے بیان کی لذت سے مجھ

پر ایسی بے خودی طاری ہو جاتی ہے کہ ایسی حالت میں موت آ جاتی تو ایک بڑی دولت ملتی۔''(۳)

۵۔ بابا فرید گنج شکرؒ کو حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے جو عقیدت اور محبت تھی، اُس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ مریدوں کو پند و نصائح کرتے وقت بہاء الدین زکریاؒ کے ارشادات کو دہراتے اور ان کی عبادت و ریاضت کے ذکر کو مزے لے لے کر بیان کرتے اور ان کے لیے لفظ ''برادرم'' استعمال کرتے۔ (۴) جب خواجہ نظام الدینؒ کے مرشد بابا فریدالدین گنج شکرؒ، زکریا ملتانیؒ کا ذکر کیا کرتے تھے تو حضرت نظام الدین اولیاءؒ اُن کا ذکر کیوں نہ کرتے۔

۶۔ نظام الدین اولیاءؒ کے، چشتی سلسلہ کے علاوہ دیگر سلاسل سے وابستہ صوفیا بالخصوص رکن الدین ملتانی سہروردی قدس سرہ سے گہرے مراسم تھے۔ جیسا کہ خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے:

"Shaikh Rukn-ud-din Abul Fath of Multan was grandson of the famous Suhrawardi saint Shaikh Baha-ud-din and was held in high esteem, both in Multan and in Delhi... The relations of Chishti saints of Delhi with the *Suhrawardi* saints of Multan were extremely cordial. Shaikh Rukn-ud-din refused to oblige Sultan Mubarak Khalji by setting up a rival *Khanqah* in Delhi. Shaikh Rukn-ud-din's meetings with Shaikh Nizam-ud-din were always pleasant and cordial. They met at *Hauz-i-Alai,* in the *Kilugarhi* Mosque and in the *Khanqah.* Both the saints exchanged pleasantries, talked about different matters and offered gifts."(5)

شیخ زکریاؒ کا ذکر حضرت محبوب الٰہیؒ اکثر اپنی مجالس میں کیا کرتے تھے کیونکہ صوفیا کے طریقِ تبلیغ میں انبیاء کرام، اولیاءِ عظام اور صلحاء کے واقعات بیان کرکے عوام تک قرآن و حدیث کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے زکریا ملتانیؒ کے زہد و اتقاء،

عبادت و ریاضت اور سخاوت و خد++++++مت ِ خلق کے واقعات سُنا کر جہاں اپنے ارادت مندوں میں تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق پیدا کیا وہاں انہوں نے اس عظیم صوفی کے حالات واقعات کو اوراقِ تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر بابا فریدؒ، نظام الدین اولیاءؒ اور اُن کے متقدمین چشتی صوفیا کے ملفوظات میں سہروردی مشائخِ عظام کے واقعات و حالات صفحۂ قرطاس پر منتقل نہ ہوتے تو شاید اُن کی زندگیوں کے متعدد واقعات کی تفصیل ناپید ہوتی۔

آئندہ اوراق میں ''فوائد الفواد کی روشنی میں'' سے ایسے اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں جن میں نظام الدین اولیاءؒ نے اپنی مجالس میں بہاء الدین زکریا ملتانی ؒ کا ذکر فرمایا اور اپنے مریدین کو اُن کی پاکیزہ زندگی سے سبق آموز واقعات سُنا کر اُن میں زہد و اتقاء پیدا کرنے کی کوشش کی اور لوگوں کی زندگیوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہی اُن کی صوفیانہ فلاسفی میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ جیسا کہ خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے:

The corner stone of Shaikh Nizam-ud-din Auliya's mystic ideology was the formation of God-conscious personalities. His belief was that whatever developed love of God in his heart ceased to be vulnerable to sin.(6)

یہاں ''فوائد الفواد'' کے کچھ اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں جن میں شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی ؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱۵رشعبان المبارک ۷۰۷ھ کو خواجہ نظام الدین اولیاء کی مجلس میں ایک جوالقی (ملنگ) آیا۔ کچھ دیر بیٹھا اور پھر اُٹھ کر چلا گیا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اس طرح کے لوگ شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی خدمت میں کم ہی پہنچ پاتے تھے۔ البتہ شیخ الاسلام فرید الدینؒ کی خدمت میں ہر طرح کے درویش اور غیر درویش پہنچ جاتے تھے۔

اس کے بعد خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ ہر مجمع میں کوئی نہ کوئی خاص موجود ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے بہت

سیر وسیاحت کی تھی۔ ایک دفعہ وہ ملنگوں کی ایک جماعت میں پہنچے اور اِن کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس مجمعے میں ایک نُور پیدا ہوا۔ جب غور سے دیکھا تو ان لوگوں میں ایک شخص نظر آیا کہ نور اس سے نکل رہا تھا۔ آپ آہستہ سے اس کے پاس گئے اور بولے کہ تو ان لوگوں میں کیا کر رہا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ اے زکریاؒ! میں اس لیے ان میں شامل ہوں کہ تم جان لو کہ:

''درمیانِ ہر عامی خاصی ہست'' (۷)

''ہر عام میں ایک خاص بھی ہوتا ہے''

۱۳ رمضان المبارک ۷۰۷ھ کو صلوٰۃ تراویح کے حوالے سے گفتگو کے بعد حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے ایک رات کو حاضرین کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو آج رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرے؟ حاضرین میں سے کوئی اس بات کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ شیخ بہاء الدینؒ آگے بڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کر لیا اور چار سپارے مزید پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھ کر نماز کو مکمل کیا۔ (۸)

۲۶ رشوال ۷۰۷ھ کو جمعۃ المبارک کے روز خواجہ نظام الدین نے امام اور مقتدیوں کی دورانِ نماز، حضوریِ قلب کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نماز کی حضوری کی ابتدا یہ ہے کہ نمازی جو کچھ پڑھے اس کے معانی کو دل پر طاری کرے۔ اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ کے مریدوں میں سے ایک شخص تھے انہیں حسن افغانؒ کہتے تھے، وہ صاحبِ ولایت بزرگ تھے۔ چنانچہ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''اگر فردا مرا گویند کہ بہ درگاہ ماچہ آوردی، من گویم حسن افغان را آوردہ ام''

''اگر کل مجھ سے پوچھا گیا کہ ہماری بارگاہ میں کیا لائے ہو تو میں عرض کروں گا کہ حسن افغان کو لایا ہوں۔''

ایک دفعہ یہ حسن افغان کسی گلی میں جا رہے تھے۔ ایک مسجد میں پہنچے، مؤذن نے تکبیر

کہی، امام آگے بڑھے اور ایک خلقت جماعت میں شامل ہو گئی۔ خواجہ حسن بھی آئے اور مقتدی بن گئے۔ جب نماز ہو چکی اور خلقت واپس ہوئی تو خواجہ حسن، امام کے پاس گئے اور بولے، اے خواجہ! تم نے نماز شروع کی اور میں تمہارے ساتھ شامل ہوا۔ تم یہاں سے دہلی گئے اور وہاں سے غلام خریدے، پھر واپس آئے اور اِن غلاموں کو خراسان لے گئے اور وہاں سے ملتان واپس آئے اور وہاں سے مسجد میں تشریف لائے ۔ میں تمہارے پیچھے حیران پھرتا رہا۔ آخر یہ کیسی نماز ہے؟(۹) اس کے بعد خواجہ نظام الدینؒ نے خواجہ حسن افغان کے کئی اور کمالات اور کرامات کا ذکر کیا۔

حسن افغانؒ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ خداوند کریم نے اُن کو اس قدر علمِ لدنی عطا کیا تھا کہ اگر چہ وہ بالکل اَن پڑھ تھے لیکن لوح محفوظ نے ان کے آئینۂ دل پر اپنا عکس ڈال رکھا تھا۔(۱۰)

۲۷/ ذی القعدہ ۷۰۹ھ کی مجلس میں خواجہ نظام الدینؒ نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ وہ اُن کی خدمت میں سترہ روز سے زیادہ نہیں رہے۔ ان سترہ دنوں میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ان کو نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ جب شیخ بہاء الدینؒ ہندوستان آئے تو دوبارہ ارادہ کیا کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب روانہ ہوئے تو شیخ جلال الدین تبریزیؒ سامنے سے آئے اور شیخ بہاء الدینؒ کو واپس کر دیا کہ شیخ الشیوخ کا یہی فرمان ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔

بعد ازاں شیخ بہاء الدینؒ کی بزرگی کا تذکرہ آیا۔ ارشاد فرمایا کہ سترہ روز میں ہی انہوں نے وہ نعمتیں حاصل کر لیں جو دوسرے مرید برسوں میں حاصل نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ ان کے بعض پرانے مریدوں کو ناگوار بھی گزرا کہ ہم اتنے سال سے خدمت کر رہے ہیں مگر ہمیں تو اتنی نعمت ملی نہیں اور ایک ہندوستانی آیا اور اتنی تھوڑی مدت میں اسے خلافت مل گئی اور بے شمار نعمتیں بھی۔ یہ بات شیخ تک بھی پہنچی، انہوں نے جواب دیا کہ:

"شما هیزم های تر آورده بودید درهیزم تر کی باید که آتش درگیرد، اما زکریا هیزم خشک آورده بود، به یک نفخ درگرفت۔" (۱۱)

"تم لوگ گیلی لکڑیاں لائے تھے۔ گیلی لکڑیاں آگ کیسے پکڑ سکتی ہیں۔ زکریا، خشک لکڑیاں لایا تھا، انہوں نے ایک پھونک میں آگ پکڑ لی"۔

۱۵رمحرم الحرام ۷۱۰ھ کو ہونے والی مجلس میں خواجہ محبوب الٰہیؒ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ کچھ ملنگ شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے پاس آئے۔ وہ اس گروہ کے لیے بڑے سخت تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ طلب کیا۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے انہیں کچھ نہ دیا۔ وہ باہر نکلے اور لڑنے جھگڑنے کے لیے تیار ہو گئے، یہاں تک کہ انہوں نے اینٹیں اٹھا لیں۔ شیخؒ نے فرمایا کہ خانقاہ کا دروازہ بند کر دو۔ چنانچہ خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ وہ لوگ اینٹیں خانقاہ کے دروازے پر مارنے لگے۔ کچھ دیر بعد شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے فرمایا کہ میں شیخ شہاب الدینؒ کا بٹھایا ہوا ہوں، میں خود یہاں نہیں بیٹھا، مجھے ایک مردِ خدا نے یہاں بٹھایا ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ خانقاہ کا دروازہ کھول دو۔ جب دروازہ کھولا گیا تو ملنگوں نے اپنے سر زمین پر رکھ دیے اور واپس چلے گئے۔

اس کے بعد خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ پہلے شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے خانقاہ کا دروازہ بند کرنے کو کہا، وہ ان کی بشریت تھی اور خبر نہیں وہ گھڑی کیسی کھڑی تھی؟ پھر جب وہ گھڑی گزر گئی تو آپ نے دروازہ کھلوا دیا۔ (۱۲)

۲۷رصفر المظفر ۷۱۴ھ کو بادشاہوں کے تغیرِ مزاج کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے سلطان المشائخ نظام الدینؒ نے ایک حدیثِ قدسی بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلُوبُ الْمَلُوکِ بِیَدِیْ

"بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں"

اس بات کی مناسبت سے خواجہ نظام الدینؒ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب قباچہ، اُچ اور ملتان کا حاکم تھا اور سلطان شمس الدین دہلی میں تھا تو ان دونوں کے درمیان نزاع پیدا ہو گیا۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ اور قاضیٔ ملتان ہر دو نے سلطان شمس الدین کو خط لکھے۔ یہ دونوں خط قباچہ کے ہتھے چڑھ گئے۔ قباچہ کو غصہ آیا۔ قاضی کو قتل کر دیا گیا اور شیخ کو محل میں طلب کیا۔ چنانچہ شیخ بہاء الدینؒ محل میں اِسی طرح تشریف لے گئے جس طرح ہمیشہ بے خوف جاتے تھے اور قباچہ کے دائیں جانب حکم کے موافق مقررہ جگہ پر بیٹھ گئے۔ قباچہ نے ان کا خط ہاتھ میں دیا۔ شیخ نے اسے پڑھا اور فرمایاہاں یہ خط میں نے لکھا ہے اور میری ہی تحریر ہے۔ قباچہ نے پوچھا کیوں لکھا؟ شیخ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اشارہ ربّانی سے لکھا ہے، جو تیرا جی چاہے کر گزر، آخر تو کر ہی کیا سکتا ہے، تیرے ہاتھ میں ہے ہی کیا؟ قباچہ نے یہ گفتگو سُنی تو شش و پنج میں پڑ گیا اور کھانا لانے کا اشارہ کیا۔ شیخؒ کا معمول تھا کہ وہ کسی کے گھر میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔ قباچہ کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ شیخ کھانا نہیں کھائیں گے، اس لیے اسی بہانے ان کو ایذا پہنچاؤں گا۔ الغرض جب کھانا سامنے آیا اور ہر شخص نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو شیخ نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا اور کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کھانا کھانے لگے۔ قباچہ نے جب یہ دیکھا تو اُس کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ شیخؒ سلامتی کے ساتھ اپنے گھر واپس آ گئے۔ (۱۳)

۲۲ ربیع الاوّل ۷۱۵ھ کی مجلس شیخ بہاء الدینؒ کا ذکر چل پڑا تو خواجہ محبوب الٰہی دہلویؒ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے جنہیں عبداللہ رومی کہتے تھے۔ وہ شیخ بہاء الدینؒ کی خدمت میں آئے اور بولے کہ میں ایک دفعہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں تھا اور میں نے سماع کیا تھا۔ شیخ بہاء الدینؒ نے کہا کہ جب شیخ شہاب الدینؒ نے سماع سُنا ہے تو زکریاؒ کو بھی سننا چاہیے۔ (۱۴) ایک دفعہ خواجہ صاحبؒ نے ابوبکر قوال کی روایت بیان فرمائی کہ اُس نے شیخ بہاء الدینؒ کے سامنے محفل سماع میں اشعار سنائے تھے۔ (۱۵)

بہاء الدین زکریاؒ شریعت کی پابندی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ۹ر رمضان المبارک ۷۱۹ھ کو اپنے ارادت مندوں کو اُن کے متعلق درج ذیل واقعات بیان فرمائے:

۱۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی زیارت کے لیے بُخارا سے آئے ہوئے ایک مولوی صاحب حاضر ہوئے جو بہت بڑے عالم تھے۔ شیخ نے انہیں دیکھا کہ دستار باندھے ہوئے ہیں اور اس سے چھور (شملہ) پیچھے لٹکا رکھی ہے اور ساتھ ہی گھونگھر یالے بالوں کی لٹیں ہیں۔ شیخ نے کہا کہ دو سانپ ساتھ لیے کیا آئے ہو؟ یعنی ایک تو دستار کی چھور اور دوسرے بالوں کی چوٹی! اس دانشمند نے اسی وقت شیخؒ کے سامنے سر منڈوالیا۔ (۱۶)

۲۔ ملتان میں ایک عبادت گزار شخص تھا، جس کا نام سلیمان تھا۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے سامنے ان کا اکثر ذکر ہوتا تھا۔ آپ اس کے پاس گئے اور کہا اُٹھو! دو رکعت نماز پڑھو، تاکہ تمہیں دیکھوں کہ کس طرح پڑھتے ہو۔ وہ شخص اُٹھا اور اُس نے دو رکعت نماز ادا کی مگر دونوں قدم اس طرح نہیں رکھے جس طرح طریقہ ہے۔ پیروں کے درمیان فاصلہ کم یا زیادہ رکھا۔ حضرت شیخؒ نے اس سے کہا کہ اتنی جگہ خالی رکھو اس سے زیادہ اور کم نہیں۔ اس کے بعد اس شخص نے پھر نماز شروع کی اور پھر بھی اس طرح قدم نہیں رکھے جیسا کہ حضرت شیخؒ نے بتایا تھا۔ دوسری دفعہ بھی اس کو سمجھایا۔ الغرض ہر چند اس سے کہا گیا کہ پاؤں اس طرح رکھو مگر اس سے نہ ہو سکا۔ آپؒ نے فرمایا جاؤ اُچ میں جا کر رہو۔ چنانچہ وہ اُچ چلا گیا۔ (۱۷)

اسی مجلس میں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے انتقال کا ذکر فرمایا کہ ایک روز کوئی مرید ایک خط لایا اور شیخ صدر الدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ یہ خط ایک شخص نے دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے شیخ بہاء الدینؒ کی خدمت میں پہنچا دو۔

شیخ صدرالدینؒ نے جب خط کا عنوان پڑھا تو پریشان ہوئے اور جا کر وہ خط شیخ بہاء

الدینؒ کے ہاتھ میں دے دیا۔ شیخ نے اس خط کو پڑھا تو کروٹ لیتے ہوئے اپنے جسم کو مروڑا اور نعرے لگائے (بآوازِ بلند اللہ اللہ کہا) اور رات کو شیخ کا انتقال ہو گیا۔ (۱۸)

بعض کہتے ہیں کہ اس خط میں یہ کلمات درج تھے:

اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَةً مَّرْضِیَة (۱۹)

حضرت صدر الدینؒ واپس آئے تو قاصد کو نہ پایا۔ اسی اثناء میں حجرے کے چاروں گوشوں سے آواز بلند ہوئی۔

دوست به دوست رسید ''دوست دوست سے جا ملا''۔

یہ آواز سُن کر شیخ صدر الدین دوڑتے ہوئے حجرے میں گئے، دیکھا، آواز حقیقت بن چکی تھی۔ (۲۰)

مذکورہ بالا مجلس ہی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ وہ زمانہ کیا اچھا زمانہ تھا جب یہ پانچ بزرگ بقید حیات تھے۔ شیخ ابوالغیث یمنی، شیخ سیف الدین باخرزی، شیخ سعد الدین حمویہ، شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (۲۱)

نظام الدین اولیاءؒ نے ایک مرتبہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ صدرالدینؒ (فرزند ارجمند شیخ زکریا ملتانیؒ) نے ایک دفعہ چاہا کہ ''نحوِ مفصل'' پڑھیں۔ اپنے والد کے سامنے عرضداشت کی۔ شیخؒ نے فرمایا کہ آج کی رات صبر کرو اور ذرا رات گزر جانے دو۔ جب رات ہوئی تو خواب میں دیکھا کہ کسی کو زنجیر میں جکڑے کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ زمخشری ''مفصل'' لکھنے والا ہے۔ اس کو دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔ (۲۲)

۲۹ رذی الحجہ ۷۱۴ھ کی مجلس میں خواجہ محبوب الٰہیؒ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے ایک مرید تھے۔ میں نے اِن سے سُنا کہ ایک روز شیخ بہاء الدینؒ اپنے گھر سے باہر نکلے اور بولے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ پوچھا گیا کہ کیا بات ہے؟ بولے کہ ابھی شیخ سعد الدین حمویہؒ نے انتقال فرمایا ہے۔ اس کے کچھ عرصے بعد تصدیق ہو گئی کہ ایسا ہی ہوا تھا۔ (۲۳)

۱۳/رمضان المبارک ۷۰۷ھ کو حضرت سلطان المشائخ ؒ نے بہاء الدین زکریاؒ کا یہ قول روایت کیا:

هرچه به من رسید از نماز رسید (۲۴) (مجھے جو کچھ ملا، نماز سے ملا)

ایک دفعہ خواجہ صاحبؒ نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا یہ قول اپنے ارادت مندوں کو سُنایا:

''هر دری و هر سری مباشید، یک در گیرید و محکم گیرید'' (۲۵)

''ہر دری و ہر سری نہ بنو، ایک در پکڑو اور مضبوط پکڑو''۔

ایک اور موقع پر انہوں نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے متعلق بتایا کہ وہ (نفلی) روزہ کم رکھتے البتہ طاعت و عبادت بہت کرتے۔ اس وقت یہ آیت زبان مبارک پر آئی کہ:

''کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا''

''پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو''

اور فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ آیت صادق آتی ہے۔(۲۶)

۲۶/ماہ ذوالحجہ ۷۱۹ھ کو نظام الدین اولیاءؒ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کسی پانی کے کنارے پہنچے۔ مریدوں کو دیکھا کہ وضو کر رہے ہیں ان کو جیسے ہی شیخ نظر پڑے، سب کے سب تعظیم بجا لائے مگر ایک صوفی نے اپنا وضو پورا کیا اور پھر شیخ کی خدمت میں آیا اور تعظیم کی۔ شیخ نے فرمایا کہ ان سب میں درویش یہی ہے کہ اس نے وضو پورا کیا اور پھر میری تعظیم کی۔ (۲۷)

۲۸/رمضان المبارک ۷۱۹ء کو خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی یہ حکایت بیان فرمائی کہ اگر وہ کسی کو کوئی چیز دیتے تو عمدہ چیز دیتے۔ اساتذہ، جو اُن کے فرزندوں کو تعلیم دیتے، ان پر بڑا کرم فرماتے، سونا چاندی اِن کے دامن میں

ڈالتے۔ پھر حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ والیٔ ملتان کو غلے کی ضرورت ہوئی تو شیخ بہاء الدینؒ سے مانگا۔ شیخ نے فرمایا کہ کوٹھا غلّے کا اسے دے دیا جائے۔ والی نے اپنے آدمی بھیجے تا کہ کوٹھے سے غلّہ نکال لیں۔ غلّے کے درمیان ایک مٹکا چاندی سے بھرا ہوا نکلا۔ والی کو خبر کی گئی۔ اُس نے کہا کہ شیخ نے مجھے غلّہ عطا کیا ہے، اس چاندی کے لیےنہیں فرمایا تھا، اس کو شیخؒ کے پاس واپس لے جانا چاہیے۔ جب یہ بات شیخؒ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپؒ نے کہلوا بھیجا کہ زکریاؒ کو اس کی خبر تھی، تجھ کو وہ غلہ اس چاندی کے ساتھ ہی دیا گیا ہے۔ (۲۸)

۲۹ رجمادی الاوّل ۷۱۳ھ کی مجلس میں انہوں نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ درویشوں کی ایک جماعت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ کھانا لایا گیا تو شیخؒ ہر ایک کے ساتھ ہم پیالہ ہوئے۔ اس دوران دیکھا کہ ایک شخص روٹی شوربے میں چُور کر (ثرید بنا کر) کھا رہا ہے۔ بولے سبحان اللہ !ان درویشوں میں یہی درویش کھانا جانتا ہے۔ (۲۹)دراصل شیخ زکریاؒ کا اشارہ اُس حدیث مبارکہ کی طرف تھا جس میں ثرید کی فضلیت بیان ہوئی ہے۔ امام بخاری نے اس حدیثِ مبارکہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے:

فَضُلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّساءِ کَفَضُلِ الثَّرِیُدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ

مندرجہ بالا حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات میں بابا فرید قدس سرہ العزیز کے ساتھ ساتھ جابجا حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا ذکر ملتا ہے۔(۳۰)

☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ فریدی، نور احمد خان۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ (لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، ۲۰۰۲ء) ص ۱۶۸۔

۲۔ علاء سجزی دہلوی، خواجہ امیر حسن (جمع کنندہ) فوائد الفواد، اُردو ترجمہ از خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی (دہلی: اُردو اکادمی، ۱۹۹۲ء) ص ۱۲۷، ۱۲۸۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ ہاشمی، حمید اللہ شاہ۔ احوال و آثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ (لاہور تصوف فاؤنڈیشن، ۲۰۰۰ء) ص ۱۱۱۔

۵۔ Nizami, Khaliq Ahmad, The Life and Times of Shaikh Nizamuddin Auliya (Delhi:Idarah Adabyat-i Delli, 1991.PP 69-70

۶۔ Ibid,P.149.

۷۔ امیر حسن علاء سجزی دہلوی، خواجہ (جمع کردہ) فوائد الفواد، مترجم خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی (دہلی: اُردو اکادمی، ۱۹۹۲ء) جلد اوّل، مجلس سوم، ص ۶۔۷/فوائد الفواد، مترجم پروفیسر محمد سرور (لاہور: علماء اکیڈمی پنجاب، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) ص ۴۹۔

۸۔ ایضاً، جلد اوّل، مجلس پنجم، ص ۷۸-۹۔

۹۔ ایضاً، جلد اوّل، مجلس ہشتم، ص ۱۴، ۱۵

۱۰۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، ص ۱۳۹۔

۱۱۔ فوائد الفواد، جلد دوم، مجلسِ دوم، ص ۷۱، ۷۲۔

۱۲۔ ایضاً، جلد دوم، مجلس پنجم، ص ۸۱

۱۳۔ ایضاً، جلد چہارم، مجلس چہارم، ص ۳۰۶، ۳۰۷۔

۱۴۔ ایضاً، جلد چہارم، مجلس شانزدہم، ص ۲۳۴۔

۱۵۔ ایضاً، جلد چہارم مجلس بست و دوم، ص۲۵۲۔

۱۶۔ ایضاً، جلد پنجم، مجلس دوم، ص۳۷۴۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً، ص۳۷۵۔

۱۹۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ؒ، ص۲۷۰۔

۲۰۔ صباح الدین عبدالرحمٰن، بزمِ صوفیاء (لاہور: مکتبہ زاویہ، ۲۰۰۳ء)، ص۹۰۔

۲۱۔ فوائد الفواد، جلد پنجم، مجلس دوم، ص۳۷۵۔

۲۲۔ ایضاً، جلد سوم، مجلس یاز دہم، ص۱۸۸۔

۲۳۔ ایضاً، جلد چہارم، مجلس یا ز دہم، ص۲۲۳۔

۲۴۔ ایضاً، جلد اوّل، مجلس چہارم، ص۹۔

۲۵۔ ایضاً، جلد اوّل مجلس بست و ہفتم، ص۴۷۔

۲۶۔ ایضاً، جلد چہارم، مجلس چہل و یکم، ص۳۰۹۔

۲۷۔ ایضاً، جلد پنجم، مجلس ہشتم، ص۳۹۱۔

۲۸۔ ایضاً، جلد پنجم، مجلس سوم، ص۳۷۸، ۳۸۹۔

۲۹۔ ایضاً، جلد سوم، مجلس نہم، ص۱۸۲۔

۳۰۔ صحیح البخاری، کتاب الأطمعہ، باب الثرید، رقم الحدیث، ۵۴۱۸